عورتوں کے مسجد اور عید گاہ جانے کا مسئلہ

عورتوں کے مسجد اور عیدگاہ جانے کا مسئلہ برصغیر ہندوپاک میں علماء کے دو فریقوں کے درمیان متنازعہ فیہ مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ رہا ہے۔ ایک فریق صحیحین میں مروی حضرت ابنِ عمرؓ اور حضرت ام عطیہؓ کی احادیث کی روشنی میں جواز کا قائل ہے' اور دوسرا فریق حضرت عمرِ فاروقؓ اور حضرت عائشہؓ کی ناپسندیدگی (بسبب خدشہ فتنہ) کی بنیاد پر عدمِ جواز کا قائل ہے۔

یہاں پر یہ واضح رہے کہ ان دونوں حضرات کو بھی واضح طور سے منع کر دینے کی ہمت نہیں ہو سکی ــــ ہوتی بھی کیوں؟ ان کے سامنے فرمانِ نبویؐ موجود تھا اور فرمانِ نبویؐ فرمانِ الٰہی ہوتا ہے:

"وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ"۔ (النجم: ۱-۲)

یہی وجہ ہے کہ حضرت عمرؓ خلیفہء وقت اور شوہر ہونے کے باوجود اپنی اہلیہ کو مسجد جانے سے منع نہیں کر سکے' جبکہ ان کی اہلیہ نے کہہ بھی دیا تھا کہ "مجھے مسجد جانے سے منع کر دینے سے انہیں کون سی چیز روک رہی ہے"؟

فرمانِ نبویؐ کسی کی ذاتی ناپسندیدگی یا خیال سے بدلا نہیں جا سکتا' اس لئے اس سلسلے میں حضرت عائشہؓ کے اس خیال کہ :ــــ

"لوا درک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما احدث النساء لمنعهن"۔

"اگر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہ حالات دیکھ لیتے جو فی الوقت عورتوں نے پیدا کیے ہیں تو ان کو مسجد جانے سے منع فرما دیتے"۔ کو عدمِ جواز کی دلیل بنانا ایک مومن کو زیب نہیں دیتا۔

حافظ ابنِ حجرؒ نے آپؓ کے اس خیال پر تبصرہ کرتے ہوئے کیا ہی خوب فرمایا ہے:

"تمسک بعضهم بقول عائشة في منع النساء مطلقاً' وفيه نظر اذلا يترتب على ذلك تغير الحكم لانها علقته على شرط لم يوجد' بناء على ظن ظنته فقالت: لورأى لمنع' فيقال: لم يرو لم يمنع فاستمر الحكم حتى ان عائشة لم تصرح بالمنع وان كان كلامها يشعر بانها كانت ترى المنع' وايضا فقد علم اللہ

سبحانہٗ ما سیحدثن فما اوحیٰ الیٰ نبیّہٖ بمنعھنّ ولو کان ما احدثن یستلزم منعھنّ من المساجد لکان منعھنّ من غیرھا اولیٰ' وایضا "من بعض النّساء لا من جمیعھنّ"۔ (الفتح ج ۲/ ص ۳۵۰)

"بعض لوگوں نے حضرت عائشہؓ کے اس قول کو عورتوں کو مسجد جانے سے مطلقاً" منع کر دینے کی دلیل بنایا ہے' ان کی یہ بات قابلِ اعتراض ہے۔ کیونکہ اس طرح کے اقوال سے کوئی حکم نہیں بدلا جا سکتا' اس لئے کہ انہوں نے ایک ایسی شرط کو مدار بنایا، جو وجود پذیر نہیں ہو سکی۔ اس کی بنیاد ان کے ایک گمان پر ہے' جو ان کا اپنا گمان ہے۔ آپؓ نے فرمایا: "اگر آپؐ دیکھتے تو منع کر دیتے"۔ تو نہ آپؐ نے دیکھا نہ منع فرمایا' پس حکم باقی رہا۔ خود حضرت عائشہؓ صراحتاً" منع نہیں کر سکیں' اگرچہ آپؓ کے اس قول سے پتہ چلتا ہے کہ وہ منع ہی کی موید تھیں۔ نیز اللہ تعالیٰ کو یہ معلوم تھا کہ عورتیں کیا حالات پیدا کر دیں گی' لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی منع کر دینے کا حکم نہیں دیا۔ نیز عورتوں کے پیدا کردہ حالات اگر مسجد سے ممانعت کو مستلزم ہیں تو دیگر مقامات سے ممانعت کو بدرجہ اولیٰ مستلزم ہیں۔ نیز یہ حالات صرف بعض عورتوں نے پیدا کئے تھے' نہ کہ تمام نے"۔

حافظؒ کے اس تبصرہ پر ہماری طرف سے یہ اضافہ فرما لیں کہ:

"جب علیم و خبیر کو یہ معلوم تھا کہ فتنہ و فساد کا بھی ایک زمانہ آئے گا" تو کیوں نہ عورتوں کے مسجد و عیدگاہ جانے کی اجازت کو عہدِ نبویؐ تک محدود کر دیا؟

امتِ محمدیہؐ کو سنتِ محمدیہؐ پر عمل سے محروم کر دینے کے لئے شیطان نے بہت سے حربے استعمال کئے ہیں۔۔۔۔۔۔ عورتوں کے مسجد اور عیدگاہ جانے کے حکمِ محمدیؐ پر عمل سے امتِ محمدیہؐ کو روکنے کا یہ حربہ کتنا باریک ہے کہ: "ایک طرف تو اہلحدیث علماء کہتے ہیں کہ عورتوں کی نماز گھر کی تنہائی میں افضل ہے' اور دوسری طرف عورتوں کے مسجد اور عیدگاہ جانے پر زور دیتے ہیں (خصوصاً" عیدگاہ جانے پر!")

اس مذموم حربے کو استعمال کرنے والے' اور اس کے ذریعہ بھولے بھالے عامتہ المسلمین کو گمراہ کرنے والے کیا یہ نہیں جانتے کہ عورتوں کی نماز کو گھر میں افضل قرار دینے والے صاحبِ شریعت نے خود ہی عورتوں کو مسجد جانے کی اجازت اور عیدگاہ جانے کا حکم دیا ہے؟ ضرور جانتے ہیں' مگر کسی چیز نے انہیں اندھا کر دیا ہے!

اب ہم عورتوں کے مسجد اور عیدگاہ جانے سے متعلق وارد شدہ احادیث پیش کر رہے ہیں' اور یہ احادیث صرف عامۃ المسلمین کو حکم محمدیؐ سے واقف کرانے کے لئے پیش کر رہے ہیں' ورنہ علمائے کرام تو ان سے واقف ہی ہیں —— یہ الگ بات ہے' وہ انہیں جاننے کے باوجود تاویلات کی نذر کر دیں۔

(الف) احادیث متعلقہ مسجد

۱۔"عن ابن عمر: قال: کانت امرأۃ لعمر تشھد صلاۃ الصّبح والعشاء الآخرۃ فی الجماعۃ فی المسجد فقیل لھا: لم تخرجین' وقد تعلمین انّ عمر یکرہ ذٰلک ویغار؟ قالت: وما یمنعہ ان ینھانی؟

قال: یمنعہ قول رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم: لا تمنعوا اماء اللّٰہ مساجد اللّٰہ" (صحیح البخاری' کتاب الجمعۃ' باب ۱۳)

"ابن عمرؓ فرماتے ہیں: حضرت عمرؓ کی اہلیہ مسجد میں فجر اور عشاء کی جماعتوں میں شریک ہوا کرتی تھیں' ان سے کہا گیا کہ: عمرؓ اس کو ناپسند کرتے ہیں تو آپ کیوں مسجد جاتی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: عمرؓ کو مجھے روک دینے سے کون سی چیز روک رہی ہے؟ عرض کیا' ان کو اس فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے روک دیا ہے کہ "اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مسجدوں سے منع نہ کرو"۔

صحیح مسلم (کتاب الصّلوٰۃ' باب خروج النّساء الی المساجد) سنن ابی داؤد' (کتاب الصّلاۃ' باب ماجاء فی خروج النّساء الی المسجد) اور مسند احمد ج ۲ ص ۱۶' ۳۶' ۴۵) میں بھی یہ روایت ہے' مگر ان کے یہاں واقعہ درج نہیں ہے' صرف فرمانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **"لاتمنعوا......"!** پر اقتصار کیا گیا ہے' البتہ سنن ابی داؤد میں **"وبیوتھن خیرلّھن"** (ان کے گھر ان کے لئے بہتر ہیں) کا اضافہ ہے۔

۲۔ صحیح مسلم' سنن ابی داؤد' سنن ترمذی (کتاب الصّلاۃ' باب ماجاء فی خروج النّساء الی المساجد) سنن ابنِ ماجہ (مقدمہ باب ۲) اور مسند احمد (۲ / ص ۳۶' ۴۳' ۹۰' ۱۲۷' ۱۴۰' ۱۴۳' ۱۴۵) میں اس روایت کے ساتھ حضرت ابنِ عمرؓ کے ایک لڑکے (بلال) کا ایک واقعہ مذکور ہے کہ بلال نے اپنے باپ کے بیانِ حدیث پر کہا کہ "ہم تو روکیں گے' کیونکہ وہ اس اجازت کو خیانت کا ذریعہ بنا لیں گی" اس پر حضرت ابنِ عمرؓ نے فرمایا: "میں کہتا ہوں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ مت روکو' اور تم کہتے ہو کہ ہم روکیں گے؟" (مسند احمد کی ایک روایت (۳۶/۲) میں ہے کہ حضرت ابنِ عمرؓ نے اس کے بعد بلال سے تاحیات بات نہیں کی!

فتنہ و فساد کے خدشہ کو بنیاد بنا کر عورتوں کو مسجد جانے سے روکنے والے ذرا اس جلیل القدر صحابیؓ کے ردِ عمل پر غور کریں۔

۳۔ صحیح مسلم کی ایک روایت میں اس حدیث کے الفاظ ہیں:

"لا تمنعوا النساء حظوظهنّ من المساجد فاستأذنوكم"۔

"عورتوں کو ان کے مسجد سے مستفید ہونے کے حق سے مت روکو اگر وہ اجازت طلب کریں"۔

۴۔ ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں:

"ائذنوا للنساء بالليل الى المساجد"۔ (بخاری و مسلم)

"رات میں عورتوں کو مسجد جانے کی اجازت دے دو"۔

لیکن یہ اجازت مشروط ہے' حضرت ابوہریرۃؓ (ابوداؤد و احمد ج ۲ ص ۴۳۸' ۴۷۵' ۵۲۸) اور حضرت زید بن خالد جہنیؓ (احمد ج ۴ ص ۱۹۲' ۱۹۳) کی روایت کے الفاظ ہیں:

۵۔ "لا تمنعوا اماء الله مساجد الله وليخرجن تفلات"۔

"اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مسجدوں سے مت روکو' مگر وہ تیل اور خوشبو سے عاری ہو کر نکلیں"۔

یہ چند احادیث پنچوقتہ نمازوں کے لئے عورتوں کے مسجد جانے کے جواز سے متعلق ہیں' اس اجازت کے باوجود صاحبِ شریعت نے گھر ہی کے اندر ان کی ادائیگیٔ نماز کو افضل قرار دیا ہے ---- اجازت اور افضلیت میں آخر کون سا تضاد ہے؟ کوئی تضاد نہیں! اگر ہے تو اہلحدیث علماء کو اس تضاد کے مرتکب گردانئے والے سوچیں کہ اس کی زد کہاں جا کر پڑتی ہے؟ ---- اعاذنا اللّٰہ منہ!

(ب) احادیث متعلقہ عید گاہ

پنچوقتہ نمازوں میں عورتوں کے مسجد جانے کی اجازت دے کر افضل یہ قرار دیا گیا کہ گھروں ہی میں نماز ادا کر لیں' مگر عید گاہ جانے کا معاملہ جداگانہ ہے۔ عید گاہ جانے کا باقاعدہ حکم دیا گیا' یہ نہیں کہ جانے کی اجازت ہے۔ اس سلسلے کی معروف حدیث ام عطیہؓ کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

۱۔ "عن حفصة (بنت سیرین اخت محمد بن سیرین) قالت کنّا نمنع عواتقنا ان یخرجن فی العیدین فقدمت امرأة فنزلت قصر بنی خلف، حدّثت عن اختہا (وکان زوج اختہا غزا مع النبیّ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم ثنتی عشرۃ وکانت ھی معہٗ فی ست) قالت: فسأ لت اختہا النبیّ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم ا علیٰ احدانا باس اذا لم یکن لّہا جلباب الاّ نخرج؟ قال: لتلبسہا صاحبتہا من جلبابہا ولتشہد الخیر ودعوۃ المسلمین فلمّا قدمت امّ عطیۃ سأ لتہا: اسمعت النبیّ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم؟ قالت: باٗبی، نعم، وکانت لا تذکرہ اِلاّ قالت: "بابی" سمعتہٗ یقول: یخرج العواتق وذوات الخدور ــــ او العواتق ذوات الخدور ــــ والحُیّض ویشھدن الخیر ودعوۃ المسلمین، ویعتزل الحُیّض المصلّٰی" قالت حفصۃ: الحُیّض؟ فقالت: الیست تشہد عرفۃ وکذا وکذا"۔ (صحیح بخاری: کتاب الحیض باب ۲۳، شہود الحائض العیدین، وکتاب العیدین، باب اذا لم یکن لّہا جلباب فی العید، ولحج، باب تقضی الحائض المناسک کلّہا الاّ الطواف بالبیت)

"محمد بن سیرینؒ کی بہن حفصہ بن سیرین کہتی ہیں، ہم لوگ اپنی نوجوان لڑکیوں کو عیدین میں (عیدگاہ) جانے سے منع کرتے تھے، اسی درمیان ایک عورت (بصرہ) آئی اور قصرِ بنی خلف میں قیام پذیر ہوئی۔ اس نے اپنی بہن کے واسطہ سے ایک حدیث بیان کی (اس کے بہنوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارہ غزوات میں شرکت کر چکے تھے، جن میں سے چھ کے اندر اس کی بہن بھی شریک ہوئی تھی) اس نے کہا کہ میری بہن نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: "اگر ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو تو کیا عیدگاہ نہ جانے میں کوئی حرج ہے؟" آپؐ نے فرمایا: "اس کی سہیلی اپنی چادر میں سے اس کو بھی اوڑھا دے، خیر اور مسلمانوں کی دعاء میں شریک ہونا چاہئے"۔ جب ام عطیہؓ (بصرہ) آئیں تو میں نے ان سے دریافت کیا: کیا آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا سنا ہے؟ بولیں: ہاں میں نے سنا ہے، آپؐ فرما رہے تھے: "نوجوان لڑکیاں اور پردہ نشین عورتیں (یا نوجوان پردہ نشین عورتیں) اور حائضہ عورتیں بھی (عیدگاہ) نکلیں اور خیر اور مسلمانوں کی دعاء میں شریک ہوں، البتہ حائضہ عورتیں عیدگاہ سے الگ رہیں۔ حفصہؓ نے کہا: "حائضہ؟" ام عطیہؓ بولیں: "کیا حائضہ عورتیں میدانِ

عرفات اور فلاں فلاں جگہوں پر نہیں جاتیں؟"

۱۔ صحیح بخاری کی کتاب العیدین ہی کے باب التکبیر ایام منی ..... کے الفاظ ہیں :

"عن ام عطیہ: کنا نؤمر ان نخرج یوم العید' حتی نخرج البکر من خدرھا 'حتی نخرج الحیض' فیکن خلف الناس فیکبرن بتکبیرھم ویدعون بدعائھم ویرجون برکۃ ذلک الیوم وطھرتہ"۔

"ام عطیہؓ کہتی ہیں : ہم کو یہ حکم دیا جاتا تھا کہ عید کے دن نکلیں' حتیٰ کہ باکرہ لڑکیوں اور حائضہ عورتوں کو بھی نکالیں۔ حائضہ عورتیں لوگوں کے پیچھے رہیں' ان کی تکبیروں کے ساتھ تکبیریں بولیں' اور ان کی دعاؤں میں شامل ہوں تاکہ اس بابرکت دن کی برکت اور پاکی سے بہرہ ور ہوں"۔

اس حدیث سے عورتوں کو عیدگاہ لے جانے کی حکمت ظاہر ہوتی ہے' یہ شوکتِ اسلام کے اظہار کا ایک شرعی ذریعہ ہے' مگر روڈ پر مارچ کے ذریعہ شوکتِ اسلام ظاہر کرنے والوں کو یہ کیوں پسند آئے؟

۲۔ صحیح بخاری کی کتاب العیدین ہی کے ایک اور باب (خروج النساء والحیض الی المصلی) کے الفاظ ہیں :

"امرنا ان نخرج العواتق ذوات الخدور"۔

"ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم نوجوان لڑکیوں اور پردہ نشین عورتوں کو نکالیں"۔

۳۔ نیز اسی کتاب العیدین کے ایک باب (اعتزال الحیض المصلی) کے الفاظ یوں ہیں :

"امرنا ان نخرج فنخرج الحیض والعواتق وذوات الخدور"۔

"ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم نکلیں' اور حائضہ نوجوان لڑکیوں اور پردہ نشین عورتوں کو نکالیں"۔

۵۔ صحیح مسلم (کتاب العیدین باب ذکر اباحۃ خروج النساء الی المصلی) اور مسند احمد (ج ۵/ص ۸۴) میں اس روایت کے الفاظ اس طرح ہیں :

"امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نخرجھن .....!"

"ہم کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم (انہیں عیدگاہ کی طرف) نکالیں!"

۶۔ صحیح مسلم اور مسند احمد (ج ۵/ص ۸۵) کے ایک دوسرے طریقہء سند میں اس روایت

ـکے الفاظ یوں ہیں :

"کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یأمرنا ......!"

"ہم کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم (ایسا کرنے کا) حکم دیا کرتے تھے"

نمبر ۲ سے نمبر ۶ تک کی روایات میں "اُمِرْنَا" (ہم کو حکم دیا گیا) "اَمَرَنَا" (ہم کو حکم دیا) کنّا نؤمر (ہم کو حکم دیا جاتا تھا) اور "کان یأمرنا" (ہم کو حکم دیتے تھے) کے الفاظ پر جذبۂ اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نقطۂ نظر سے غور کیا جائے، کیا کسی شرعی مسئلہ میں حکمِ شریعت ثابت ہونے کے لئے مذکورہ الفاظ سے بھی بڑھ کر کسی لفظ کی ضرورت ہے؟ ---- کیا عورتوں کے عیدگاہ جانے کے مانعین کے تمام مسائل کے دلائل مذکورہ الفاظ سے بڑھ کر واضح الفاظ کے ساتھ وارد ہوئے ہیں؟ ---- بلکہ معاملہ تو بہت حد تک اس کے برعکس ہے۔ (تمام نہیں تو بہت سے مسائل مختلف فیہ ہیں) ان کے بعض مسائل کے دلائل تو تارِ عنکبوت سے بھی زیادہ کمزور ہیں، لیکن منہ زوری کا کوئی جواب نہیں!

اعاذنا اللہ من التأویلات الباردۃ المانعۃ من العمل بالسنۃ المحمدیۃ

علیٰ صاحبہا الف الف سلام، ووفقنا للتمسک بالکتاب والسنۃ بدون

تاویل ولا تعطیل، وھو ولیّ التوفیق!